Lesson 7: Al-Isra (Ayaat 78- 93): Day 27 سُوۡرَۃُ بَنِیۡۤ اسرآئیل / الإسرَاء کی تفسیر

اب اگلی آیتوں میں تھوڑا سا تہجد کا ذکر ہے۔ لیکن پانچ نمازوں کے اوقات بتانے کے بعد، اب اللہ سبحانہ و تعالیٰ آگے فرماتے ہیں

وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾

اور بعض حصہ شب میں بیدار ہوا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو)۔ (یہ شب خیزی) تمہاری لئے (سبب) زیادت ہے (ثواب اور نماز تہجد تم کو نفل) ہے قریب ہے کہ خدا تم کو مقام محمود میں داخل کرے

وَمِنَ الَّيۡلِ اور رات کے کچھ حصے میں، وَمِنَ یہ قابل غور ہے۔ بعض، کچھ حصہ رات کا کیا کرنا ہے؟ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ آپ ﷺ جا گا کریں، یعنی رات کے ایک حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قرآن کے ساتھ جاگیں ۔ بِهٖ کا ترجمہ, یہاں پہ کرتے ہیں اس کو آپ نوٹ کر لیں۔ کیونکہ آپ کو ترجمے بہت سے مارکیٹ میں ملیں گے۔ لیکن آپ کو وہ بتاتی ہو جس کے ساتھ آپ کو سمجھ آئے۔ اس کو آپ کہہ سکتے ہیں یہ تفسیری ترجمہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ پھر اس آیت کو سمجھیں فَتَهَجَّدۡ بِهٖ۔ لفظی ترجمے کے ساتھ آپ لکھ دیں گے کہ تہجد کے وقت قرآن پڑھا کرو لیکن ب کا مطلب ساتھ، ہ کا مطلب اس کے ساتھ۔ تو 'ہِ' سے مراد یہاں قرآن ہے۔ فَتَهَجَّدۡ۔ ھجد سے ہے۔ ھجود۔ نیند۔ ھجود عربی زبان میں نیند کو کہتے ہیں۔ اور تہجد کہتے ہیں نیند کو چھوڑنا۔ تجنب کیا ہے بستر سے الگ ہو جانا۔ لفظ تہجد میں بستر کو چھوڑنا، نیند کو چھوڑنا، اپنے آپ کو ریلیکس کرتے ہوئے اس جگہ سے ہٹا دینا، یہ سب کچھ اس میں آجاتا ہے۔ لفظ تہجد کیا ہوتا ہے؟ اس کو تھوڑا سا سمجھ لیتے ہیں۔ رات کو کچھ حصہ جاگا کرو،

قرآن کے ساتھ جاگا کرو، کیسے جاگو، کس طرح جاگو؟ آیت پوری کر کے اس کی بات کرتے ہیں تفصیل سے،نَافِلَةً لَّكَ، یہ تمہارے لیے فضل (اضافی) ہے۔اس بات کو سن کر ہم فوراً کہنے لگ جاتے ہیں کہ یہ تو اضافی ہے۔ فرض اور سنت نہیں ہے نفل ہے۔ امت کے لئے تو نفل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرض ہے۔ یہ جو لفظ ہے نَا. فِلَةً. لَّكَ اضافی چیز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ عام لوگوں کو تو پانچ وقت نماز پر پابند کیا گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اضافی چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دے دی۔ عَسٰٓي اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا امید ہے آپ کا رب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود تک پہنچادے۔یعنی آپ ﷺ کو تہجد دی گئی دوسروں کے مقابلے میں کیوں کہ اس میں آپ ﷺ لوگوں سے زیادہ آگے جائیں گے۔ اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن آپ ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔ مقام، کھڑا ہونے کی جگہ ، جیسے قیام کہتے ہیں کھڑے ہونے کو۔ کھڑا ہونے کی جگہ، مَّحْمُوْدًا تعریف کیا گیا۔ مفعول کے وزن پر ہے۔ تہجد پڑھنے کی وجہ سے اللہ سبحانہ تعالیٰ روز قیامت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تعریف کئے گئے مقام پر کھڑا کریں گے۔ یہ ایک خاص مقام بھی ہے، قیامت کے مراحل میں سے، جس پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا کیا جائے گا، اور یہ وہ مقام ہے جہاں پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تعریف کریں گے۔ اور فرمایا مجھے نہیں پتا اس وقت میں کیا کروں گا۔

قیامت کے دن میدان حشر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بہت ساری تعریفیں ہوں گی۔ اور آپ ﷺ بھی اپنے رب کی بہت ساری تعریفیں فرمائیں گے۔ اور فرمایا مجھے آج نہیں پتہ، کہ میں وہاں جا کر کیا کروں گا اور کس طرح سے کروں گا۔ ساری بات کو اب مل کر سمجھ لیتے ہیں۔ تہجد کے

معنی ہوتے ہیں نیند چھوڑ کے اٹھنا۔ پہلی بات ہے کہ سو رہے تھے، اُٹھے، نیند چھوڑی، نماز پڑھی، تو بھی تہجد ہو گئی۔ دوسری صورت ہے عشاء کے بعد سونا چاہتے تھے، لیکن اب نیند کو چھوڑ رہے ہیں اور تہجد پڑھ رہے ہیں۔ دونوں باتیں اس میں آتی ہیں۔ ہمارے معاشرے کا ایک بہت بڑا المیہ ہے اور بہت سے لوگ کوشش کرنے کے باوجود بھی تہجد شروع نہیں کر پاتے، صرف اسلیئے کہ تہجد کے لئے سو کر اٹھنا بہت ضروری ہے۔ یہ لازمی نہیں ہے۔ آپ سونا چاہ رہے تھے، نہیں سوئے، نیند چھوڑی، تو بھی تہجد ہو گئی۔

آپ جاگ رہے تھے، نیند کو چھوڑا اور تہجد پڑھی یہ بھی اس میں آجاتا ہے۔ جو صحابہ کرام سے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عمل دکھائی دیتا ہے، یعنی دو چار سال تہجد پڑھنے کے بعد آپ کی جو کیفیت ہو گی وہ یہ ہے کہ تہجد کے لئے سو کر اٹھیں۔ لیکن جب کوئی نیا بندہ، نیا نیا نماز پڑھنا شروع کرے یا کوئی نیا نیا مسلمان ہو تو وہ آپ سے پوچھے کہ تہجد کس وقت پڑھی جاتی ہے تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ عشاء کے وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے، فجر کی نماز سے پہلے۔ احسن درجہ یا بہترین مقام یہ ہے کہ آپ رات کو نیند چھوڑیں اور تہجد کی نماز پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اول حصہ میں سو جاتے تھے، پھر آخری حصہ میں اٹھتے تہجد پڑھتے۔ نہانا ہوتا تو نہاتے، فریش ہو کر فجر تک جاگتے۔ اسی طرح ہمیں روایات میں حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادات کا ذکر بھی ملتا ہے۔ رات کا ایک حصہ سوتے تھے پھر جاگتے، پھر سوتے پھر جاگتے، یعنی مومنوں کی راتیں غفلت بھری نہیں ہوتیں۔ لمبی تان کے نہیں سوتے۔ اور دن کی سرگرمیاں رات کے جاگنے پر بہت اثر انداز ہوتی ہیں۔

جس سے محبت ہوتی ہے اس کے لیے نیند چھوڑ کر اٹھنا مشکل نہیں لگتا۔ اور نہ اس کے لیے جاگنا مشکل لگتا ہے۔ بچے کی ایک چیخ پر ماں کیسے فوراً اٹھتی ہے۔ بچے کو بھوک لگتی ہے۔ کہتے ہیں ماں کے جسم میں

کھینچ پڑتی ہے وہ فوراًاٹھاتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے بندہ اللہ کے لیے نہ جاگے ؟کسی کا انتظار کرنا ہو تو ہم کئی کئی گھنٹے جاگ لیتے ہیں۔وہ نہیں چُبھتا۔لیکن ہم اللہ کے لئے نہیں جاگ سکتے۔ جس کو دین کی قدر آئے گی،وہ کہے گا میں نے ہر صورت میں اپنے بچے اور بچی کو قرآن پڑھانا ہے دین کی سمجھ دینی ہے۔ آج ہم جس چیز سے آگاہ نہیں ہیں وہ دین کی تعلیم ہے۔ واللہ،واللہ۔آج دین کی خاطر اپنے آپ کو بیچ دینا ہمیں آتا ہی نہیں ہے۔ جیسے ہم خود ہیں ہمارے بچے بھی ویسے ہو جاتے ہیں کہ ہمارے والدین کی نظر میں دنیا کی تعلیم ہماری لیے زیادہ ضروری ہے۔اور دین کی تعلیم بس ٹھیک ہے گزارا ہے۔ فن ہو تو پھر بچوں کو اس میں آنا اچھا لگتا ہے۔ایکٹویٹی ہو نگی تو بچوں کو موٹیویٹ کرنا آسان ہو تا ہے۔ آج کتنے والدین ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو دین کی تعلیم پر پابندیوں کے باوجود بھی دیں گے ؟ہم ان کا کھانا بند کر سکتے ہیں، ہم ان کے کپڑے بند کر سکتے ہیں،کچھ بھی کر سکتے ہیں لیکن ہم کریں گے۔ اسی طرح دین کی تعلیم دینے والے دکھی، شرمندہ، رخصتیں ڈھونڈنے والے، پکڑ پکڑا کر مجبوراًان کو پڑھا دیں کہ ہم تمھارے لئے بس اتنا کر سکتے ہیں۔

آج ہمارے دلوں میں بچوں کے دین کی تعلیم کے لئے جذبہ نہیں رہا۔ہمارے دینی اداروں کا حال دیکھ لیں، پھٹے ہوئے ٹاٹ،ٹوٹی ہوئی کرسیاں، سیلن زدہ دیوار، ہر طرح سے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کی بدبو، پینے کے پانی میں پھپھوندی،اور پڑھنے والوں کا حال اس سے بھی زیادہ برا۔ایسے ماحول میں ہمارے بچے الف، با، تا، ثا پڑھ رہے ہوتے ہیں اور ان کے پڑھانے والے اساتذہ کی کیا قدر ہے ہماری نظر میں؟ یاد رکھیں آج ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ 'محبت'،جب تک رب سے ملاقات نہیں ہو گی، تب تک ہمارے بچے فرض نمازیں نہیں پڑھیں گے۔اور نماز کا بھی وہی حصہ ان کے اندر جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر رکھا ہوا ہے۔ آج اگر کسی جگہ پہ پزا کی آفر لگے کہ رات دو بجے کے بعد پزا

فری خود سوچیں کتنی لمبی لائن لگے گی؛ آج یہ دنیا ہمارے لیے کتنی بڑی ہو گئی ہے۔ ہم اپنے آپ اور اپنے بچوں کی خاطر کہاں کہاں نہیں کھپاتے۔ خوش کرنے کے لیے، ان کی خدمت کرنے کے لیے، ان کے موڈ صحیح ہو جائیں، کچھ بھی ہو کھانا پینا ان کا ٹھیک ہو۔ فن کے نام پر سب کچھ ہیں۔ تفریح اور پارٹی کے نام پر سب کچھ۔ لیکن دین کے نام پر کیا ہے؟ اللہ کے نبیؐ راتوں کو جاگتے تھے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ جب پیار ہو جاتا ہے کسی سے تب نیند آتی کہاں ہے۔ آج ہم کیا کرتے ہیں آج آدھی رات تک بیٹھ کے فلمیں دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد کھانا کھا کر سو جاتے ہیں کہ صبح چھٹی ہے دوپہر تک ہی اٹھیں گے۔ ہمارا حال یہ ہے۔ "ہے کڑوا لیکن یہ سچ بات ہے"۔

یہ آج امت مسلمہ کے زوال کا سبب ہے۔ تاریخ اٹھا کر دیکھیں وہ کیا لوگ تھے؟ اور آج ہم کیا لوگ ہیں؟ اسی لئے آج ہمارے بچے تھوڑی سی بھی نیکی کر لیں تو ہم اس پر بہت خوش ہو جاتے اس کو ہی بھی بہت سمجھتے ہیں۔ آج سے ایک نئی نوجوان نسل پیدا کریں، اور خود سے عہد کریں اس کو والدین ایسے تربیت دیں جیسے اسلام سکھاتا ہے۔ پھر اس نسل کے بڑے ہونے کا انتظار کریں۔ اس کے بعد دنیا میں اسلام کا عروج ہو گا ان شا اللہ۔ ہمارے قرون اولیٰ کے علماء کو دیکھ لیں جب تک وہ اسلام اور دین سے جڑے رہے، مسلمان بامِ عروج پر تھے۔ جب یہ ڈوری ہاتھ سے ہٹی، ٹوٹی ہوئی تسبیح کی طرح ہم بکھر گئے۔ کبھی جا کر آپ ان لوگوں سے پوچھئے جو اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ کتنا مشکل ہے بچوں کو پڑھانا۔ بہت عظیم ہیں وہ لوگ جو بچوں کو پڑھاتے ہیں، قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہیں۔ بچوں کو پڑھنے پڑھانے میں محنت کرتے ہیں۔ یقین کریں بہت عزت کرنی چاہیے ان لوگوں کی۔ لہذا نیند چھوڑ کے اٹھنا اللہ سے محبت کی علامت ہے۔ یہاں یہ دیکھیں فجر کے وقت کے قرآن کی بات ہے۔ فجر کے وقت اللہ تعالیٰ نے قرآن کو کیوں رکھا ہے دوپہر کو کیوں نہیں رکھا؟ عصر کو کیوں نہیں کیا، رات کو

کیوں نہیں کیا؟ آپ نے ایک چیز سنی ہو گی کہ صبح اٹھ کر جو جملہ زبان پر آتا ہے، وہ سارا دن زبان میں رہتا ہے۔ جب صبح اٹھ کر ہمارے زبان سے قرآن نکلے گا۔ یہ جو لفظ نَافِلَةً ہے۔ اس کو بھی سمجھئے یہ نفل کیا ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں یہ فرضوں سے زائد ہے۔ فرض کے بعد ایک ایکسٹرا اعبادت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ امت سے زائد ایک فریضہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔

علماء کہتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد فرض تھی۔ جو راجح قول ہے وہ یہ ہے کہ تہجد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی نفل عبادت تھی اور آپ کی امت کے لئے بھی۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت آتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تہجد پڑھا کرو، یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے۔ اور قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس طرح صحیح مسلم کی روایت ہے، فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نمازرات کی نماز ہے۔ تہجد کی نماز ہے۔ بخاری کی ایک روایت ہے جس کا بہت خوبصورت خلاصہ ہے، جب تہائی رات گزر جاتی ہے، تو اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، تو پکارتا ہے هل من مستغفر؟ ہے کوئی گناہ سے معافی طلب کرنے والا؟ میں اس کو معاف کرنے پر آگیا؟ ہے کوئی بیماریوں سے شفا طلب کرنے والا؟ ہے کوئی فراغ رزق مانگنے والا؟ میں اس کا رزق فراغ کرو۔ آپ خود دیکھیں جب پہلے آسمان پر اللہ سبحانہ تعالیٰ خود آکر پکاریں اور لینے والے سو رہے ہوں تو کیا بنے گا؟

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے سورۃ السجدہ، اور سورہ الدھر جمعہ کے دن فجر کے وقت پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورت سجدہ پڑھا کرتے تھے اور دوسری رکعت میں سورہ الدھر پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح سورۃ ق یہ بھی آپ فجر کی نمازوں میں پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ یہ

دیکھیں یہ جو مقام ہے مقام محمود، اس کا تعلق شفاعت کے ساتھ ہے۔ روایات میں ہیں جب قیامت میں لوگ کھڑے ہوں گے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ حساب شروع نہیں کر رہے ہوں گے، لوگ مختلف نبیوں سے ہوتے ہوئے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سبحانہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کریں گے، اور وہ تعریف کریں گے جو ابھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں ہے کہ وہ کون سے کلمات ہیں۔ اس کے بعد شفاعت شروع ہو گی۔ اس کو مقامِ محمود کہتے ہیں۔ آخر میں روایت میں سے کچھ پڑھ کے سنا دیتی ہوں کہ پانچ وقت نماز ہے کیا؟ آپ صلی اللہ وسلم نے فرمایا یہ ترمذی اور داؤد کی روایت ہیں۔ ابن عباس اس کے راوی ہیں، جبرائیل نے دو مرتبہ مجھے بیت اللہ کے پاس نماز پڑھائی۔ اس میں جو وقت آئے گا وہ اب نوٹ کر لیجئے گا۔ پہلے دن کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج ابھی تھوڑا سا ڈھلا ہی تھا۔ وہی بات جو ہم بارہ بجے کے بعد کہتے ہیں۔ آپ نے سنا ہو گا جب سورج بالکل پیک پر ہوتا ہے اس وقت نماز نہیں پڑھنی چاہیے اس وقت سورج کے درمیان شیطان آجاتا ہے۔ اور فجر کا وقت جب سورج نکل رہا ہوتا ہے اس وقت بھی نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں میں سے نکل رہا ہوتا ہے۔ کفار اس وقت سورج کو سجدہ کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر عصر کی نماز کا ذکر آپ صلی اللہ سلم نے فرمایا تو کہاں، پھر نماز سے رُکو، یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔ کہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان سے غروب ہوتا ہے۔ اس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس کی اصل کیا ہے ہمیں نہیں پتا، شیطان کیسے کھڑا ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے ہم مان لیتے ہیں، یہ حق ہے۔

آپ اگر کبھی تجربہ کرنا چاہیں تو ایک لکڑی لیں، بارہ بجے سے پہلے اگر آپ کھلے میدان میں لکڑی رکھیں گے تو اس کا سایہ چھوٹا ہو گا۔ بارہ بجے کے بعد جب آپ رکھیں گے تو لکڑی کا سایہ تھوڑا سا بڑا

ہو گا۔ لیکن جب زوال کا وقت ہوتا ہے اس وقت لکڑی کا سایہ آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ وہ زوال کا وقت ہوتا ہے۔ دوپہر کا ابتدائی وقت یہ ہے کہ سورج تھوڑا سا ڈھلا ہی تھا، یعنی سایہ جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ نہیں تھا۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا۔ پھر مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزہ دار کا ٹائم افطار کا ہوتا ہے۔ عشاء کی نماز شفق غائب ہونے کے بعد پڑھائی۔ یعنی کہ سورج غروب ہو جانے کے بالکل بعد۔ پھر فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ یہ تھی پہلے دن کی نمازیں۔ دوسرے دن انتہائی وقت پر کہ دوپہر کب تک رہتی ہے، عصر کب تک رہتی ہے، دوسرے دن مجھے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس سے زیادہ تھا، عصر سے پہلے پہلے ظہر کا وقت رہتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ ماحول ہے کہ تین ساڑھے تین بجے ہم دوپہر کا وقت ختم کر دیتے ہیں یہ بالکل درست نہیں ہے۔ پہلے ہم نماز سے لیٹ کرتے ہیں پھر اس کے بعد چار فرض صرف پڑھ لیتے ہیں۔ آپ پوری نماز پڑھیں گے۔ عصر کے بعد جب ہر چیز کا سایہ اس سے دگنا ہو گیا۔ جب سورج ڈھلتا ہے تو ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے ڈبل ہو جاتا ہے، یہ انتہائی وقت بتایا گیا۔ جو آٹھ انچ ہے زمین پر وہ آپ کو 16 انچ دکھائی دے گا۔ پھر اس کے بعد اندھیرا چھا جاتا ہے، یہ آخری وقت عصر کا۔ مغرب کا وقت بہت سخت ہے، دونوں اوقات میں ایک ہی وقت میں پڑھائی یعنی بہت مختصر۔ اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے کے بعد۔ آدھی رات تک عشاء کی نماز کا وقت رہتا ہے۔ عشاء کی اذان کے بعد سے لیکر فجر کی آذان سے پہلے تک، آدھا کر دیں تو یہ آدھی رات ہوتی ہے۔ حدیث سامنے ہوں تو یہ بات اور بھی وضاحت سے سمجھ آتی ہے۔

فجر کی نماز اچھی طرح روشنی پھیل جانے پر پڑھائی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے پلٹ کر مجھ سے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یہی اوقات انبیاء کے نماز پڑھنے کے ہیں۔ اور نمازوں کے صحیح اوقات ان

دونوں وقتوں کے درمیان، پہلے دن ہر وقت کی ابتدا اور دوسرے دن دوسرے وقت کے انتہا تک بتائیں۔ اور ہر نماز ان دونوں کے درمیان ادا ہونے چاہیے۔ اس کے بارے میں آگے بھی ذکر آئے گا سورۃ الھود میں آیت نمبر 114 میں بھی ہمیں نمازوں کا ذکر ملے گا۔ سورۃ طہٰ کی آیت نمبر 130۔ سورہ روم آیت نمبر 17، 18 میں بھی۔ ان میں نمازوں کے اوقات کا ذکر اور اشارہ ملتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر ہم اپنی مرضی سے پڑھیں یہ اچھی بات نہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اللہ تعالی ہماری نمازوں کو زندہ کر دے۔ حقیقت میں یہ وہی چیزیں ہیں جس کو انسان پڑھ کر پھر عمل کی کوشش کرتا ہے۔

اگلی آیتوں میں اب ہجرت کی باتیں ہیں۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا سورت الاسراء مکی دور میں آخر میں نازل ہوئی۔ حالات بہت تنگ تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر ظلم و ستم تو تھا ہی تھا۔ اب تو ان پر اس طرح کے حملے ہو رہے تھے، سودے بازی کر کے ان کو خرید اجائے، ایسے وقت میں عام لوگ اپنا ایمان نہیں بچا پاتے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چونکہ اللہ کی تائید شامل تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچایا۔ اور وقت آنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دعا سکھائی۔ اور وہ دعا ہمارے سامنے ہیں اس وقت۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾

اور کھو کہ اے پروردگار مجھے (مدینے میں) اچھی طرح داخل کیجیو اور (مکے سے) اچھی طرح نکالیو۔ اور اپنے ہاں سے زور و قوت کو میرا مددگار بنائیو

یہ آیت اپنی جگہ ایک مکمل آیت ہے، مکی دور کے آخر میں سکھائی گئی دعا۔ مدینہ کی ہجرت قریب آ رہی تھی۔ ابھی کام شروع نہیں ہوا لیکن دعائیں سکھائی گئیں۔ کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو یہ پتہ تھا کہ

اب دین کا مرکز کسی اور جگہ منتقل ہونے والا ہے۔ اور یہاں ہمارے لئے بھی ایک اشارہ ہے کہ کاموں کو شروع کرنے سے پہلے دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ یا اللہ اس کام کے لئے تو راستے آسان کر دے۔ اور حقیقت ہے کہ اللہ جب کسی کام کو آسان کرتا ہے تو وہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ پچھلے آیتوں میں آپ کو حکم تھا، وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ راتوں کو اللہ کے سامنے کھڑے ہوں۔ گویا اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کیجئے۔ وہ تعلق جس سے اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔ اب یہاں اشارہ کیا ہے جب عملی کام آئیں، جب دین کے لئے آپ کو اپنوں کو اپنی جگہ کو چھوڑنا پڑے، تو پھر دعا مانگیں۔

بالکل یہی انداز سورت المزمل اور المدثر کا بھی ہے۔ سورۃ المزمل میں تہجد کا ذکر ہے، رات میں اللہ سے تعلق کی باتیں ہیں۔ اور سورہ المدثر میں دن کے وقت اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچانا ہے۔ اور یہ دعا اللہ نے قبول کی۔ اور کیسی قبول کی؟ کہ مکہ میں تکلیف تھی: مدینہ میں آسودگیاں مل گئیں، مکہ میں تکلیفیں اور مشکل تھی، لیکن مدینہ میں عزت بھی ملی، سعادت بھی ملی، مکہ کے لوگ دشمن تھے، مدینہ والے مددگار بن گئے، مکہ میں خوف تھا، مدینہ میں امن دیا، حفاظت کی، آپ کہہ سکتے ہیں مکہ میں مسلمانوں محکوم تھے، اور مدینہ میں آنے کے بعد خلافت ملی۔ یہ بہت خوبصورت دعا ہے آج بھی اس دعا کا اثر دیکھا جاسکتا ہے۔ مفسرین نے اس کی مختلف تفاسیر کی ہیں۔ تھوڑا سا دیکھ لیتے ہیں۔ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِىۡ اے میرے رب مجھے داخل کر۔ دخل کا لفظ پہلے آیا ہے۔ حلانکہ پہلا لفظ کیا آنا چاہیے تھا؟ ہم اپنی عقل سے سوچیں رَّبِّ اَدۡخِلۡنِىۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِىۡ مُخۡرَجَ نکالے جانے کا ذکر بعد میں ہے، داخل ہونے کا پہلے ہے۔ پہلے اس فرق کو محسوس کیجئے۔ اللہ کے نبی مدینہ میں بھی خود نہیں پہنچے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچ گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے سے پہلے مدینہ والوں نے دل

کھول لیئے تھے۔ اپنے سارے resources اللہ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ ﷺ کے لئے اس طرح عام کئے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے جانے سے پہلے لوگ وہاں راستہ دیکھ رہے تھے۔ معروف نشید آپ نے سنی ہوگی طلع البدر علینا، یہ اس بات کی دلیل بنتی ہے۔ اگر ہم اس کو ٹھیک سمجھیں کہ مدینہ والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے۔ اللہ تعالی نے یہاں یہ اشارہ دیا، ایک جگہ سے نکلنے کی لوگ آپ کی اتنی تمنا نہیں کر رہے کہ جائیں چلے جائیں۔ بلکہ دوسری جگہ والے آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ یہ مدینہ والوں کے لئے آپ کی محبت کو ثابت کرتا ہے۔

کبھی سوچا یہ نقطہ آپ نے پہلے ؟ کتنی بار قرآن پڑھا؟ کئی بار یہ دعائیں پڑھیں ؟

لیکن ہم بہت کم سوچتے ہیں۔ اللہ کے قرآن کی ایک ایک بات اس کی جگہ پر ہے۔ ہم غلطی کرسکتے ہیں پہلے کی بات بعد میں اور بعد کی بات پہلے کرسکتے ہیں۔ اللہ کا کلام ایسا نہیں ہے۔ اس کے اندر یہ بات موجود ہے، اگر اس کے خاص معنی دیکھیں تو اس کا مطلب ہے مُدْخَلَ مدینہ۔ مُخْـرَجَ کیا ہے مکہ۔ پہلا اس کا معنی وہی ہوا ہجرت۔ کہیں لوگ میرے جانے کو بزدلی نہ سمجھیں کہ جان بچاکر چلے گئے۔ کبھی کبھار ہم مسلمان غلط فہمی میں ایک جملہ بول دیتے ہیں ایسے ہی انجانے میں۔ وہ نوٹ کیجئے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے جان بچانے کے لئے مدینہ ہجرت نہیں کی تھی۔ ایمان بچانے کے لئے کی تھی۔

جان بچانی ہوتی تو بہت پہلے چلے جاتے۔ اصل میں ہجرت ایمان بچانے کے لئے ہوتی ہے۔ نیکیاں بچانے کے لئے۔ دوسری اس کی تفصیل کی جاتی ہے کہ یہاں اس سے مراد ہے قبر میں جانا۔ دیکھیں آپ ایک لائن بنالیں۔ مُدْخَلَ ، مدینہ ۔ مُخْـرَجَ مکہ۔ دوسرا معنی کریں تو یہ قبر میں جانے کی دعا ہے ۔ مُدْخَلَ، قبر ، مُخْـرَجَ، دنیا ، اس کا مطلب ہے اگر میں اس دنیا کو چھوڑ کے مروں تو میری دنیا بھی

خوبصورت ہو، تو میری قبر کی جگہ بھی خوبصورت ہو، تیسری تفسیر کی گئی ہے۔ مُدۡخَل، سے مراد، جنت ، مُخۡـرَجَ سے مراد، قبر ہوگی۔ سارے مرحلے ہی ٹھیک ہیں۔ جب بھی کوئی کہیں بھی جائے اس دعا کو پڑھ لے۔ وَقُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِيۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِيۡ مُخۡـرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّيۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا۔

سُلۡطٰنًا کہتے ہیں برحان، واضع کو، طاقت، غلبہ، حکومت۔ نَّصِيۡرًا۔ ناصر سے۔ مکہ میں تبلیغ تھی۔ تبلیغ کے لئے صرف انسان کو دو، تو وہ چل پڑتا ہے۔ جتنی بھی سہولیات ہوں، بات پہنچ جاتی ہے۔ لیکن مدینہ میں اسلام نافذ ہونا تھا۔ اور اسلام نافذ ہونے کے لئے resourses مال، گھر اور جگہوں کی ضرورت تھی۔ مکہ میں بھی اللہ کا دین پنپ سکتا تھا۔ مکہ کے رئیس اور امیر لوگ نے، اسلام کے لیے دل نہیں کھولے۔ ان کے بڑے بڑے گھر تھے، جائیدادیں تھیں۔ کنبے تھے، برادریاں تھیں، اولادیں تھیں، مال و اسباب والے تھے۔ لیکن انہوں نے ان سب کو اسلام کے آگے تحفے کے طور پر پیش نہیں کیا۔ اپنی جگہ اولادوں کو پھلتا پھولتا دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ لیکن اسلام کے لیے وہاں جگہ نہ تھی۔

ایک عام سے صحابی ارقم نے اپنے گھر کو کھول دیا تھا۔ وہ جگہ آج بھی ہے دار الارقم بن گئی۔ مکہ میں اسلام نہ پھیلنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا کے ذرائع نہیں تھے۔ تو بات کیا پتہ چلی کہ آج بھی اگر ہم مسلمان چاہتے ہیں کہ اسلام پھیلے تو اس کے لیئے دو چیزیں کرنی پڑیں گی، اسلام کی تبلیغ ہو، لوگوں کو پہنچانا، دعویٰ ہو۔ یہ بہت آسان ہے۔ ہر بندہ اپنی اپنی جگہ پر بات کر سکتا ہے۔ اگر آپ نے اسلام کو پھیلانا ہے، تو اس قسم کا ماحول چاہیے سہولیات چاہیں، حکومت چاہئے۔ آپ کو ایسا مضبوط

سیٹپ چاہیے۔ پوری دنیا کے مقابلے میں اللہ کا نظام نافذ کر رہے ہیں۔ مدینہ میں یہ سب کیوں ہوا؟ کیونکہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے سے پہلے لوگ وہاں تیاریاں کر رہے تھے۔ روایات سنئے جس سے آپ کو ہجرت کا مفہوم سمجھ آجائے گا۔ مسند ابن احمد میں روایت ہے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ہی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا اور یہ آیت اتری۔ پھر اسی طرح حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کفار مکہ نے مشورہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کر دیں، مکہ سے نکال دیں یا قید کر دیں۔ مکہ والوں کے ارادے کیا تھے۔ لیکن اللہ تعالی کا یہ ارادہ ہوا کہ مکہ والوں کو ان کی بداعمالیوں کا مزہ چکھادے۔ اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو مدینہ جانے کا حکم دیا۔ ابن عباس رض تعالی عنہ فرماتے ہیں سچائی کے داخلے سے مراد موت ہے۔ اور سچائی کے داخلے سے نکلنے کے بعد، بعد کی زندگی ہے۔ وہی ساری باتیں جو پہلے ہو چکی ہیں۔ اس آیت پر اللہ تعالی نے فارس اور روم کا ملک اور عزت دینے کا وعدہ فرمایا لیا تھا۔ اتنا تو اللہ کے نبی معلوم کر ہی چکے تھے۔ بغیر غلبے کے دن کے اشاعت اور زور نا ممکن ہے۔ جیسے آج کے دور میں ہم مسلمان حکومت قائم کیئے بغیر دنیا میں اسلام کا نظام قائم نہیں کر سکتے۔ جس طرح ہم کسی مغربی ممالک میں رہتے ہیں۔ بیٹھ کر چاہے ہماری شریعت پڑھ لیں لیکن اس نظام کو قائم کرنے کے لئے ہمیں حکومت کی ضرورت ہوتی ہے۔

روایات میں آتا ہے بعض اوقات اللہ تعالی حکمرانوں سے وہ کام لے لیتا ہے جو دینداروں سے نہیں لیتا۔ دین والے تو شعور بیدار کریں گے۔ لیکن حکومت میں جو لوگ ہوں گے پھر وہ اس کو آگے لے جانے میں لوگوں کی مدد کریں گے۔ اور حقیقت یہی ہے اللہ کی ذات جب بندے کا ساتھ دیتی ہے تو چھوٹی چھوٹی کوششوں میں بھی برکت ہو جاتی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کی بدولت

انصار کے دلوں میں اللہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت ڈالی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت مضبوط ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وہ کس طرح بچھے، کہ اللہ نے ان کو انصار کا لقب دے دیا۔ اور وہاں اسلام پھیل گیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے پہلی مثال مصعب بن عمیر، سعد بن ضرارہ اسی طرح دو اور نام ہیں ۔ انہوں نے اسلام کا کام شروع کر دیا مقرع کہتے ہیں حضرت مصعب بن عمیر پہلے استاد تھے۔ پھر اسی طرح وہاں دو بڑے لیڈر مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ نے سعد بن وقاص کا نام پڑھا ہو گا۔ اللہ کے نبی کے جانے سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے، یہ ایسے ہی ہے جیسے آج کے دور میں حکومت کا کوئی نمائندہ مسلمان ہو جائے۔ پھر وہاں مسلمان جائے اور کوئی بات لے کر جائے۔ تو پتہ کیا چلا جب اللہ نے مدد دینی ہوتی ہے، تو اچھے ساتھی دیتا ہے۔ پیچھے بھی ایک بات کہی تھی اب پھر دہرا دیتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غلبہ کیوں نہ ملا؟

اتنی بڑی نفری ان کے ساتھ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو اچھے ساتھی نہیں ملے تھے۔ آج امام ابو حنیفہ کے ماننے والے زیادہ کیوں ہیں؟ ان کے شاگرد اچھے تھے۔ دنیا میں بھی غلبہ اسی کو ملتا ہے۔ جس کو اچھے ساتھی مل جاتے ہیں اور دین کا غلبہ تب ہوتا ہے جب ہر بندہ اس میں اپنا حصہ ڈالتا ہے۔ ایک بھی پرزہ اپنی جگہ پر نہ ہو تو مشین کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ اس کے بعد ساری کی ساری مشین بیکار ہو جاتی ہے۔ یہاں جو یہ بات کی گئی ہے۔ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ، میں سچا ہوں اپنے کام میں سچا ہوں، نام دین کا لے رہا ہوں۔ اور اگر اپنا ذاتی فائدہ ہو، اسلام کا نام لے کر اپنا ذاتی کام کروں، تو پھر بات نہیں بنتی۔ مکہ سے ایک اچھے مقصد کے ساتھ نکلوں، اور مدینہ میں ایک اچھے مقصد سے داخل ہو جاؤں۔

اس دعا کی برکت کی وجہ سے دین نے اپنی جڑیں پکڑیں۔ اور دین پھیلا، دو چیزیں اگر آپ میں آ جائیں گی تو اگر آپ چاند پر بھی چلے جائیں تو لوگ آپ کے پاس آئیں گے۔ پہلی چیز اخلاص، کرنا کس کے

لیے ہے؟ نیت اللہ کے لئے کرنا ہے، نئی نسل سنوارنی ہے، بچوں کو پڑھانا ہے، نیت جگانی ہے، اپنا نام روشن کرنا مقصد نہ ہو، دوسری طریقہ کار۔ کرنا کیا ہے وہاں جا کر؟ پڑھانا کیا ہے؟ طریقہ کیا ہے، رولز کیا ہیں، ریگولیشن کیا ہیں، کچے پکے لوگ علم حاصل کرنے کے لیے دور تک نہیں جاتے۔ لیکن ایک مرتبہ شروع ہو جائیں تو پھر آپ جہاں پہ چاہیں ادارے بنالیں لوگ آتے ہیں۔ کائنات میں یاد رکھیں نفع جیتتا ہے۔ جس کو جہاں سے فائدہ ہو تو لوگ جاتے ہیں۔ اس دعا کی برکت کیا تھی یہ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ تھا۔

آپ دیکھیں دعا میں لفظ کتنے خوبصورت ہیں۔ مُدْخَلَ، مُخْرَجَ آپ دیکھیں الفاظ کتنے خوبصورت ہیں۔ اس لیے مفسرین کہتے ہیں اس کو مدینہ کی ہجرت کے لیے نہ رکھیں۔ جس جگہ جب بھی کہیں بھی کسی جگہ پر جائیں، اس کو پڑھ لیں۔ مثلاً موت کے بعد کے لئے پڑھ لیں، ایک ملک سے دوسرے ملک جاتے ہیں، کہیں بھی آپ جاتے ہیں آپ پڑھ لیں، اللہ مُدْخَلَ، مُخْرَجَ اچھا کر دے۔ یہاں بھی خیر ہے وہاں بھی خیر کر دے۔ آپ اگر پڑھنے بھی جاتی ہیں تو آپ اس دعا کو پڑھ لیں۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْـرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۔ یہ اس دعا کی برکت تھی۔ اس دنیا کے نقشے پر مدینہ نام کی پہلی اسلامی ریاست بن گئی۔ آج 100 سے زیادہ ملک ہیں۔ دنیا میں اسلام کے نام پر۔ پہلا ملک مدینہ، آپ دیکھیں جو مدینہ کی حیثیت ہے، مدینہ اور پاکستان پاکستان فارسی زبان کا لفظ ہے اس کا مطلب آپ اس کے تشریح کر کے دیکھیں اس کا ترجمہ کر کے دیکھیں پاک، طیبہ ستان کہتے ہیں شہر کو۔ پاکستان کا عربی ترجمہ مدینہ طیبہ ہے۔ پاک شہر۔ اس وقت ان لوگوں کے اندر اخلاص تھا، تبھی ان لوگوں نے ایک آزاد ملک حاصل کیا۔

کیا یہ قائداعظم کے اختیار میں تھا؟ نہیں اللہ تعالی نے کیا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ تحفے کے طور پر ایسے لیڈر دے دیتے ہیں جو آپ کی زندگی بدل دیتے ہیں۔ کام، کام اور صرف کام۔ بہت سے لوگ قائداعظم کو سیکولر شخصیت کے طور پر جانتے ہیں۔ بظاہر ان کے اوپر اسلام نظر نہیں آتا تھا، داڑھی نہیں تھی، یا پھر وہ باہر کے ممالک میں پڑھ لکھ کر آئے تھے، لیکن آپ ان کے ایتھیکس پڑھیں، کہ ان کو پاکستان سے محبت تھی۔ ایک میٹنگ میں جا کے دیکھا چائے کی پیالیاں رکھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اسی وقت بیٹھ کر قانون پاس کیا تھا کہ کسی بھی سیاسی میٹنگ، پارٹی میں کھانے نہیں دیا جائے گا، جس کو بھی شوق ہے اپنے ساتھ لے کر آئے۔ ایک موقع پر کچھ چیزیں آرڈر کی جارہی تھیں، کوئی کرسیاں تھیں یا کچھ اور تھا: کسی نے ان کے لیے ان کے گھر کے لئے ایک ذاتی چیز آڈر کر دی تھی۔ تو انہوں نے واپس بھیج دی تھی۔ اچھے لیڈر صدق والے ہوتے ہیں۔ ان کو یہ غم ہوتا ہے کسی چیز پر جو ابد ہی نہ ہو جائے۔ یاد رکھیئے آج پھر ریوایئول کی ضرورت ہے۔ آج بھی دین کا کام کرتے ہوئے وسائل کی ضرورت ہے۔ جتنا مرضی آپ کے پاس ٹیلنٹ ہو؛ وسائل نہ ہوں تو آپ کا ٹیلنٹ صفر ہو جاتا ہے۔ اللہ یہ کل پیسے والوں سے پوچھے گا؟

جہاں بھی دنیا میں اسلام کو غلبہ نہیں ملا۔ علم نہیں پھیلا، وہاں جا کے سیاسی نظام نہیں چلا، اللہ سیاستدانوں سے پوچھے گا، ہر طرح سے حساب ہے۔ جس کے پاس کچھ نہیں ہے وہ تو شکر کرے، جن کے پاس ٹیلنٹ ہے، زیادہ ان کو فکر کرنی چاہیے۔ جن کے پاس ٹیلنٹ نہیں ہے ان کو فکر کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جن کے پاس ٹیلنٹ ہیں اور وہ اپنا وقت دوسری غیر ضروری چیزوں پر لگا دیتے ہیں اور ہلکان ہو کر بستر پر پڑے ہیں۔ ایک نماز دن میں بچہ پڑھ لے تو کہتے ہیں شکر ہے۔ آٹھ گھنٹے اسکول اور کالج سے پڑھ کے آیا ہے بچے نے ایک نماز تو پڑھ لی۔ یاد رکھیں پھر بات نہیں بنے گی۔ ایک اور

آخری بات کر کے آگے آیتوں پر چلتے ہیں کہ یہ بات آگے بھی آئے گی۔ جو لوگ اسلام کے نام پر کچھ کرتے ہیں، اس دوران بھی اس کو اگر اللہ کا قرب نہیں مل رہا تو یاد رکھیں اسلام کبھی نہیں پھیلے گا، آج اسلام کے نام پر مسجد قائم کرنے، مدرسہ قائم کرنے کے باوجود اگر ہمیں خیر نہی مل رہی، سوچیں اس کے اندر ہماری ہی کوئی کمی ہو گی۔ جنھوں نے حکمت سے کام لیا، جنہوں نے محنت کی ان کے نام آج بھی موجود ہیں۔

کینیڈا میں ایک روڈ ہے, وہ ایک مسلمان کے نام سے ہے فضل الرحمن، شکاگو میں جو سب سے اونچی بلڈنگ ٹاور ہے، وہ ایک مسلمان کے نام سے ہے, وہاں ایک مسلمان کا نام لکھا ہوا ہے۔ ایک پاکستانی تھے انہوں نے وہ جگہ بنائی تھی۔ ان کے نام سے سڑکیں مشہور ہیں۔ مسلمانوں کا نام ہے۔ یاد رکھیں کام کریں گے تو بات بنے گی۔ اللہ نے یہ سب کچھ ہمیں بتا دیا یہاں پر مِن لَّدُنكَ سُلۡطَٰنًا نَّصِيرًا یہ بھی قابل غور نکتہ ہے۔ لوگوں سے نہیں کہنا،،، رب سے سرگوشیاں کریں۔ یا اللہ تو لوگوں کے دلوں میں ڈال، یا اللہ تو لوگوں کو کہہ وہ کریں۔ یقین کریں وہ ایسے اسباب پیدا کرے گا کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے۔ ایک سعودی سکالر بات سُنا رہے تھے کہ میں ایک پاکستانی نیورو سرجن سے ملا۔ انہوں نے کہا کہ میں پاکستان کا سب سے بڑا نیورو سرجن ہوں، ایک مرتبہ کسی کام کے سلسلے میں جہاز پر جا رہا تھا تو پتہ چلا کہ جہاز خراب ہے اور اس کو بنانے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ تو میرے پاس اتنا ٹائم نہیں تھا میں نے کہا کہ میں نے ہر صورت میں پہنچنا ہے میں نے ایک ٹیکسی لی۔ موسم اس قدر خراب تھا کہ راستہ سجھائی ہی نہ دیتا تھا۔ جو ٹیکسی ہم نے کی وہ بھی راستے میں خراب ہو گئی۔ ہم نے ٹیکسی کو چھوڑا اور ہمیں علم نہیں تھا کہ ہم کہاں پر ہیں اور پیدل چل پڑے۔ راستے کا بھی علم نہیں تھا کہ کس جگہ پر ہیں۔ ہمیں اندھیرے میں دور ایک کوٹھڑی سی نظر آئی۔ اپنے ساتھی

سے کہا چلو ادھر جا کر دیکھتے ہیں۔ اجازت لے کر نماز پڑھتے ہیں اور شاید کچھ کھانے پینے کو بھی مل جائے، جیسے ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا اندر ایک عورت تھی۔ اس نے بالکل اپنے آپ کو کور کیا ہوا تھا۔ وہاں پر ایک بچہ بھی لیٹا ہوا تھا ہم نے اپنی بات کی کہ ہمیں نماز پڑھنی ہے اور اپنا مسئلہ بتایا، اس عورت نے اندر آنے کی اجازت دے دی تھوڑی دیر وہاں رہے نماز پڑھی اور پھر واپسی کی اجازت مانگی۔ واپس جانے لگے تو دیکھا اس عورت کے چہرے پر کرب تھا، بہت دکھی تھی۔ میں نے کہا کہ ہمارے لائق کوئی خدمت؟ اس نے کہا یہ جو بچہ سامنے لیٹا ہے اس کو بیماری ہے۔ ہم نے ہر قسم کے ڈاکٹر سے اس کا چیک اپ کروالیا ہے اور وہ کہتے ہیں اس کو دماغ کی بیماری ہے اور اس کا علاج صرف ایک ڈاکٹر ہی کر سکتا ہے۔ اس ڈاکٹر کا مسئلہ یہ ہے کہ 6 ماہ سے پہلے اس ڈاکٹر سے اپائنٹمنٹ نہیں مل سکتی۔ وہ بہت مصروف ہوتا ہے۔ پر وہ چھ مہینے کا انتظار میرا بچہ نہیں کر سکتا۔ میں نے پوچھا اس ڈاکٹر کا نام کیا ہے، جب اس نے نام لیا تو وہ ڈاکٹر میں تھا۔ کہتے ہیں پہلے تو وہ عورت رو رہی تھی، پھر میں رویا۔ اس نے ساری کہانی سنائی یہ جہاز کا رکنا، موسم کا خراب ہونا یہ اتنے دھکے کھانا، یہ اس عورت کی دعا تھی۔ اسی طرح ایک دعا امام بخاری کی ماں نے بھی مانگی تھی۔ دیکھ لیں دعا میں کتنی طاقت ہے ۔ ہم نے اللہ کی قدرت تو مانگی ہی نہیں لوگوں کو صرف دیکھتے رہتے ہیں۔

مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا بے شک آپ کو جتنی بڑی ضرورت پڑ جائے ایک کمرے میں بیٹھ جائیں، اللہ سے کہئے اللہ تو کر میں بیٹھی ہوں۔ آپ نے یہی نیت کر لی ہے تو مجھ پر رحم کر دے۔ جب تو اسباب پیدا کرے گا میں یہ کام کروں گی۔ پر دیکھیے۔ علم والوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صرف علم کا پوچھنا ہے۔ علم تھا کہ نہیں، وہ تو درخت کے نیچے بیٹھ کے بھی دے دیں گے ان کو کیا ۔ ان کی بلا سے کوئی لیتا ہے یا نہیں لیتا انہوں نے تو علم دینا ہی ہے۔ قیامت کے دن سب سے بڑی پکڑ ان کی ہونی ہے جن کے

پاس سہولیات تھیں، انہوں نے استعمال نہیں کیا۔ نبی ﷺ نے مانگا اللہ تعالیٰ نے سکھایا، کہ لوگوں پر نظر نہ رکھو، پھر ایسی مدد ہو گی کہ لوگ حیران ہوں گے اور وہ مدد دیکھیں کیسی تھی۔ ادھر ہجرت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اور اگلی آیت سے کیا لگ رہا ہے قرآن کا ربط دیکھیں اللہ سبحانہ تعالی کی تعریف کرنے کو بار بار دل کرتا ہے۔ ادھر سے مکہ سے مدینہ جانے کی باتیں اور اگلی ہی آیت میں

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ اور کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا۔ بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔

فتح مکہ کی آیت آ گئی۔ کتنے اس آیت کے ساتھ چل رہے ہیں۔ ادھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور ادھر سے فتح مکہ کے آیت آ گئیں۔ درمیان میں آٹھ سال، خیبر، خندق، احد، ان ساری بڑی بڑی جنگوں کے بعد حدیبیہ کا سفر ہوا۔ پھر اس کے بعد عمرۃ القضاء ہوا۔ سن 8 ھجری میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ اللہ نے ان آیتوں کی ترتیب میں بتا دیا۔ جب لوگ صدق کے ساتھ نکلتے ہیں۔ اور اللہ کے لیے ہجرت کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اپنی من پسند چیزوں کو چھوڑنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے مدد کا فیصلہ آ جاتا ہے۔ اور یہی انداز آگے سورۃ الفتح میں بھی پڑھیں گے۔ ادھر مسلمان عمرہ کرنے کے لئے نکلے ہیں چودہ سو صحابہ، حدیبیہ کے مقام پر روکے گئے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے نہیں جا سکتے۔ کتنی بڑی بات تھی۔ کتنا سفر کر کے آئے، لیکن آگے نہیں جانے دے رہے۔ وہیں سے واپسی پر اللہ سبحانہ تعالی کہہ رہے ہیں انا فتحنا لک افتح مبینا ہم نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فتح کے دروازے کھول دیئے۔ تو یاد رکھیئے میں اور آپ اپنے اوپر اس کو لے کر سمجھ لیں۔ میرے ملک میں، میرے شہر میں، میرے گھر میں میرے بچوں میں، مجھ میں اسلام آ جائے گا، لیکن اصل

اسلام اس وقت آئے گا جب ہجرت کریں گے۔ جب قربانی کے لئے تیار، میرے اندر صدق آگیا۔

مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا جس دن اللہ پر نظر لگ گئی جس دن اللہ پر یقین ہو گیا کہ جو کام تونے کروانا ہے، وہ ہو جائے گا۔ تو مجھ سے کروالے۔ آپ کی دعاؤں میں یہ دعا ہونی چاہیے اے اللہ میرا ایمان ہے پوری دنیا میں اسلام پھیلنا ہے، تو اس میں بس میرا حصہ ڈال دے، مجھے علم ہے لوگوں نے مسلمان ہونا ہے، اللہ تعالی میرے ذریعے کسی کو مسلمان کر دے۔ اللہ مجھے پتا ہے لوگوں کو ہدایت ملنی ہے، مجھے اس کی دعوت کا ذریعہ بنا دے، نہ میں اور آپ کسی کو ہدایت دے سکتے ہیں، نہ اسلام دے سکتے ہیں، ہم کسی کو کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ ہم صرف اور صرف ذریعہ بن سکتے ہیں۔

اسی لئے اللہ تعالی کہتے ہیں حق آگیا ثابت شدہ بات کو حق کہتے ہیں۔ جمی ہوئی بات، راسخ، مضبوط جو آگیا تو آگیا زَهُوقًا عربی میں نکل گیا ہوتا ہے۔ باطل حق کا متضاد ہے، کمزور ہے، پیچھے ہم پڑھ چکے ہیں اور نکل جائے اس حال میں زھوفاعول کے وزن پر ہوتا ہے۔ بالکل ہی نکل جانے والا، باطل جب جاتا ہے تو لگتا ہے کہ آیا ہی نہیں۔ جب اللہ کی مدد آتی ہے تو ایسے لگتا ہے کہ کبھی برا وقت آیا ہی نہیں، جب بیماری آتی ہے تو جانے کے بعد ایسے لگتا ہے کہ کبھی یہ بیماری آئی ہی نہیں تھی۔ غربت جب جاتی ہے تو لگتا ہے کبھی غریب تھے ہی نہیں۔ جب میاں بیوی کے دل میں محبت آتی ہے تو لگتا ہے دل میں کبھی رنجش تھی ہی نہیں۔ اس طرح سے اللہ کی مدد ہوتی ہے۔ اور مکہ کے اعصاب شکن حالات بھی ایسے تھے۔ گھپ اندھیرا، وَقُلۡ جَآءَ الۡحَـقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ۔ ایسے ہے جیسے گھپ اندھیرے میں تیز روشنی آجائے ہر طرف ہر چیز روشن ہو جائے۔ اس آیت کے نزول کے 9 سال بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں رکھے ہوئے 360 بت توڑ توڑ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا یاد رکھیئے پچھلے آیت اور اس آیت کو ملالیجیئے۔ حدیث میں آتا ہے سلطان کی وجہ سے اللہ سبحانہ تعالی ان برائیوں کو روک لیتا ہے جو صرف قرآن سے نہیں رک سکتی تھیں، ہم قرآن سے لوگوں کو نصیحت کر سکتے ہیں لیکن حکمران ایسے قوانین بناسکتے ہیں جس کے ڈر کی وجہ سے لوگ برائیوں سے رک جائیں۔ قوانین کی طاقت سے مرعوب ہو کر لوگ برائی چھوڑ دیتے ہیں۔ جب حق آتا ہے تو ڈر سے باطل بھاگ جاتا ہے۔

صحیح بخاری کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے بیت اللہ کے گھر تین سو ساٹھ بت تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ کی لکڑی سے ان کو ٹھوکر لگاتے جاتے تھے اور یہی آیت پڑھتے جاتے تھے۔ حق آگیا باطل نہ تھا نہ ہو سکتا ہے نہ لوٹ کر آئے گا۔ ابویعلیٰ میں آتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم مکہ میں آئے اللہ کے گھر کے پاس 360 بت تھے جن کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی، آپ علیہ وسلم نے فوراً حکم دیا سب کو اوندھے منہ گرادو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تلاوت فرمائی کیا پتہ چلا جب مسلمانوں کو ملک ملتے ہیں تو بت ٹوٹنے چاہیے۔ خود سے سوال کیجئے 1947 سے آج 2019 تک ہمارے ملکوں کے کتنے بت ٹوٹے؟ جب اللہ آپکو اسلام کے نام پر ملک دے، سب سے پہلے غیروں کے قانون کو شکریہ کے ساتھ واپس کیجیے۔ اور وہاں اسلام لے کر آئیں۔ آپ مکی سورۃ المائدہ میں اللہ کا پیغام پڑھ چکے ہیں۔ جو اللہ کے اتارے ہوئے فیصلے پر فیصلے نہیں کرتا، فاسقوں کافروں میں سے ہے۔ تین مرتبہ یہ آیت وہاں پہ گزری تھی، اللہ کے قانون کو نافذ کرنا پڑتا ہے۔ کہنے سے کچھ نہیں ہوتا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے آپ کسی بھی ملک کا نام لے کر کہہ دیں کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے، ہو جائے گا؟ نہیں ہو گا۔ اصل میں اس میں

قربانیاں اور جان دینے والے ساتھی چاہیئے ہوتے ہیں۔ ایسے ساتھی جو کہتے ہیں ہمیں کہیں نہ کہیں کھپا لیجئے۔ کہیں نہ کہیں لگا لیجیے۔ پھر اس طرح سے اسلام لوگوں کی زبان پر عام ہو جاتا ہے جیسے ان کا ذاتی کام ہو۔ یاد رکھیں جب دین کے کام اور دنیا کے کام میں فرق ہو، جب ذاتی پسند ناپسند، دین کی پسند نہ پسند میں فرق ہو، ترجیہات فرق ہوں، تو اسلام نہیں آئے گا۔ آج بھی اللہ تعالیٰ ہمیں یہی بتاتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ یہ سارے کام کروا کر ہم سے کہتا ہے کہ دیکھو یہ وہ حالات تھے جب مسلمان تھوڑے تھے۔ آج ہم محفوظ ماحول اور حالات میں پڑھ رہے ہیں لیکن جس وقت یہ آیت اتری تھی مسلمانوں کے حالات کیا تھے؟ کثیر تعداد حبشہ میں جا چکی تھی۔ کچھ جان بچاتے ہوئے مظلوم بے کسی کی حالت میں مکہ میں رہ رہے تھے یا مکہ کے ارد گرد رہ رہے تھے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کو ہر وقت خطرہ تھا۔ آپ کہہ سکتے ہیں ہر جگہ پر باطل ہی باطل تھا۔ حق کے تو کہیں آثار بھی نہیں تھے اور اس وقت کہہ دیا وَقُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کیسا کھیل لگتا ہو گا۔ لوگ اس بات پر ہنسے نہیں ہونگے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے موقع پر کُدال مارا اور پتھر ٹوٹ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مجھے قیصر و کسریٰ کے خزانے دکھائے گئے، مجھے روم اور فارس کی چابیاں دکھائی گئیں، تو منافقوں نے ٹھٹے لگائے تھے۔ ہنستے تھے کہتے تھے آج جسم پر کپڑے پورے نہیں ہیں، پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے ہیں اور خواب دیکھ رہے ہیں قیصر و کسریٰ کے۔ پیچھے بھی آپکو واقعہ سنایا تھا کہ دور کی تو خبریں دیتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اپنی اونٹنی کی خبر نہیں ہے۔ اس وقت لوگ ہنسے ہوں گے۔

یہ آج اس طرح ہے کوئی میری زبان سے کہہ کہ دیکھنا عنقریب اسلام غالب آئے گا، عنقریب دنیا کا فلاں فلاں فلاں ملک اسلام کے قریب آجائے گا، فلاں بڑی بڑی شخصیات مسلمان ہو جائیں گی، تو لوگ مجھے کہیں پہلے جا کر اپنا گھر تو سیدھا کریں، پہلے تو آپ مسلمانوں کو توٹھیک کریں، یہ باتیں کرتے ہیں۔

جو اندھیروں میں دین کا پیغام لے کر اٹھتے ہیں، ان کا اللہ کے ہاں بڑا مقام ہے۔ کل جب دین پھیلے گا تو پھر فی دین اللہ افواجا پھر تو لوگوں نے فوج در فوج اسلام میں آنا ہے۔